پیش لفظ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِینَ۔

والدین اور مہربانوں کی دعاؤں سے اللہ رب العزت نے مجھ حقیر کو مقالہ ہذا کی تکمیل کی توفیق بخشی۔

۲۰۱۸ء میں شعبہ سیاسیات، جی۔ سی۔ یونیورسٹی، لاہور نے بخاری ہال میں بنیادی انسانی حقوق پر ایک کانفرنس کا انعقاد کیا۔ جب میں اس کانفرنس میں گیا تو شعبہ سیاسیات کے ایک طالب علم نے مجھ سے استفسار کیا کہ آپ شعبہ اُردو سے ہیں، بنیادی انسانی حقوق سے شعبہ اُردو کا کیا کام۔ تو اس وقت مجھے خیال آیا کہ اصناف اُردو ادب، بالخصوص اُردو افسانے میں تو جابجا بنیادی انسانی حقوق کی پامالی پر احتجاج نظر آتا ہے۔ لیکن کوئی ایسا مقالہ نہیں جس میں مجموعی طور پر قارئین کو یہ باور کروایا گیا ہو کہ اُردو ادیبوں نے بنیادی انسانی حقوق کے لیے کس قدر کام کیا ہے۔ اس وقت استاد محترم ڈاکٹر تبسم کشمیری صاحب کی مجھے کی گئی نصیحت یاد آئی کہ موجودہ دور مختلف مضامین کو ملا کر پڑھنے کا دور ہے، زندگی میں اگر کچھ سیکھنا چاہتے ہو تو ہمیشہ مشکل راستے کا انتخاب کرنا۔ لٰہذا میں نے اپنے نگران ڈاکٹر سعادت سعید صاحب اور اس وقت کے صدر شعبۂ اُردو ڈاکٹر خالد محمود سنجرانی صاحب سے اپنے مقالے کے لیے اس موضوع پر تحقیقی مقالہ لکھنے کے لیے مشاورت کی تو دونوں اساتذہ نے مجھے سراہا اور ڈاکٹر خالد محمود سنجرانی نے مجھ سے قلم پکڑ کر میری ڈائری پر میرے مقالے کا موضوع لکھ دیا: "اُردو افسانے میں بنیادی انسانی حقوق کی عکاسی"۔

اس مقالے کو چار ابواب میں تقسیم کیا گیا اور اس میں ان نمائندہ افسانہ نگاروں کے افسانوں کا انتخاب کیا گیا جن کا موضوع "بنیادی انسانی حقوق" ہو۔

باب اوّل "بنیادی انسانی حقوق" میں بنیادی انسانی حقوق کی تعریف، حدود اور بنیادی مباحث کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

باب دوم "مخصوص گروہوں کے افراد کے بنیادی انسانی حقوق اور اُردو افسانہ" میں مزدوروں، بچوں، عورتوں، تیسری جنس اور قیدیوں کے بنیادی حقوق کی جس انداز سے اُردو افسانہ نگاروں نے عکاسی کی ہے، کو بیان کیا گیا ہے۔

باب سوم "قومی اور نسلی گروہوں کے بنیادی انسانی حقوق اور اُردو افسانہ" میں اقلیتوں، مہاجرین، فلسطینیوں، کشمیریوں، سیاہ فام لوگوں کے بنیادی حقوق، اپنی مرضی سے مذہب اور فرقہ اپنانے کا حق، نسل کشی اور آزادی اظہار کے حق کے لیے جن افسانوں میں احتجاج کی آواز بلند کی گئی ہے، ان کو شامل کیا گیا ہے۔

باب چہارم ''اُردو افسانے میں بنیادی انسانی حقوق کی چند اور صورتیں'' میں جن افسانہ نگاروں نے اپنے افسانوں میں خوراک، صحت، زندگی، تعلیم، انصاف، مساوات، شادی اور روزگار کے حقوق کو موضوع بنایا ہے، کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

اپنی ایک خوبی جس پر مجھے فخر ہے وہ یہ ہے کہ میں نے زندگی میں اساتذہ کا بھرپور احترام کرنا سیکھا ہے۔ میں شکر گزار ہوں نگران مقالہ استاد محترم ڈاکٹر سعادت سعید صاحب کا، جو میرے لیے ہمیشہ سے اس با مسمیٰ ہیں۔ ان کی رہنمائی، پذیرائی، بالواسطہ و بلاواسطہ مدد اور نظر کی بدولت یہ مقالہ مکمل ہوا۔ ان کی توجہ کی رہبری نے مجھے اپنی نظر سے زندگی کو دیکھنے کی آ گہی عطا فرمائی۔

استاد محترم ڈاکٹر تبسم کشمیری صاحب کی محبت ہے کہ وہ مجھے اپنا ''جونیئر فرینڈ'' کہتے ہیں، انہوں نے ایم۔ فل اور پی ایچ۔ ڈی (اُردو) میں مجھے ایسے پڑھایا اور میری ایسے ہی مدد کی جیسے ایک صوفی استاد کو کرنی چاہیے۔ اللہ ان کا سایہ ہمیشہ قائم رکھیں۔

میرے محترم اساتذہ ڈاکٹر خالد محمود سنجرانی صاحب، ڈاکٹر سفیر حیدر صاحب، ڈاکٹر محمد سعید صاحب، اور ڈاکٹر نسیمہ رحمان صاحبہ کا شکریہ مجھ پہ فرض ہے کہ میں نے اگر سرراہ بھی ان سے کوئی سوال پوچھا تو انہوں نے اسی جگہ پر ہی طویل لیکچر عطا کر دیا۔ ان کو دیکھ کر یقین ہوتا ہے کہ واقعی چاروں طرف گیان بٹ رہا ہے۔

ڈاکٹر الماس خانم صاحبہ کا شکریہ جو مجھے ڈاکٹر صاحب کہہ کر داد دیتی رہتیں اور بار بار فرماتیں کہ مقالہ جلد جمع کروا دو۔ میں پی ایچ۔ ڈی۔ کوارڈینیٹر، ڈاکٹر فرزانہ ریاض صاحبہ کا ممنون ہوں، انہوں نے ہمیشہ مجھ پر دست شفقت رکھا۔ میں اپنے شعبہ اُردو کے اساتذہ ڈاکٹر احتشام حسین صاحب، ڈاکٹر شائستہ حمید صاحبہ، ڈاکٹر مصباح رضوی صاحبہ، ڈاکٹر ماریہ امین صاحبہ کا ممنون ہوں۔

میں اپنے اساتذہ ڈاکٹر مرزا حامد بیگ صاحب، ڈاکٹر ضیاء الحسن صاحب، ڈاکٹر ناصر عباس نیر صاحب، ڈاکٹر محمد ہارون قادر صاحب، ڈاکٹر عبدالکریم خالد صاحب، ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب، ڈاکٹر امجد عابد صاحب اور مظہر الاسلام صاحب کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میں نے جب بھی رہنمائی کے لیے ان کا در کھٹکھٹایا تو انہوں نے کھلے دل سے مجھے فیض عطا کیا۔

میں خصوصی طور پر ڈاکٹر صائمہ ارم صاحبہ، صدر شعبہ اُردو، کا بہت ممنون ہوں کہ انہوں نے ہر موڑ پر میری رہنمائی کی، ان میں خوبی ہے کہ وہ صرف استاد نہیں، بلکہ طلبہ و طالبات کے مسائل حل کرتے ہوئے وہ اک درد دل رکھنے والی دوست کا روپ دھار لیتی ہیں۔